تحقیق اشتیاق و محبت

از

محمد ابو ہریرہ

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور پاکستان

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"پیش لفظ"

اشتیاق انسان کو ایک الگ پہچان اور شناخت دیتا ہے۔ یہ اُسے مخصوص کر دیتا ہے۔ یہی اشتیاق محبت کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور اس کی پہلی سیڑھی بھی ہے۔

میں نے یہ تحقیق اپنے شوق اور علم کے مطابق بفضلِ تعالیٰ مختصر، جامع اور آسان لکھنے کی کوشش کی ہے۔ میری طرف سے یہ میرے اُن تمام دوستوں اور چاہنے والوں کے لیے تحفہ ہے۔ جو اس موضوع کے بارے میں اشتیاق

Scanned with CamScanner

رکھیں۔ اس تحریر کو میں اپنی پیاری
"امی جان" کی طرف منسوب کرتا ہوں۔
اللہ انہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ (صفحہ عنوان کی ڈیزائننگ
کے لیے میں جناب ابرار حسین کا شکر گزار ہوں۔)
از

محمد ابو ہریرہ
یونیورسٹی آف انجینیرنگ
اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔

Scanned with CamScanner

تحقیقِ اشتیاق و محبت:

انسان کی اصل اس کا وہ اُنس ہے جو اُسے اس کے دل کو بھا جانے والی ہر چیز سے مانوس کر دیتا ہے۔ اس کا یہ اُنس اس کا راہبر بنتا ہے اور وہ جذبات کے دریا میں ڈوبتا، اس میں بہتا اور اس میں غوطے کھاتا ایک منزل تک پہنچتا ہے۔

اِس دوران، اُس کا اُنس، اُسے خود سے اس قدر مدہوش کر دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے کام کو تکمیل پاتے دیکھتے اور اس دوران اٹھائی جانے والی تمام مصیبتوں، غموں اور پریشانیوں کو

"لطف"

سے تعبیر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام الام اُسے اس

کی منزل تک پہنچا دیتے ہیں - اور وہ منزل ہے - اسکا

"شوق!"

یہ شوق ایک ایسی چیز ہے۔ جو ناکام سے ناکام شخص کو کامیاب ترین بنانے کا ہنر رکھتی ہے بعض اوقات یہ کاغذ کو پھول بنا دیتی ہے اور بعض اوقات ردی -

اس شوق میں ایسی صلاحیت ہے کہ یہ ہر شخص میں ایک الگ جہت سے سرایت کر جاتا ہے - اور ایک ہی وقت میں ایک ہی چیز کو ایک شخص کے لیے انمول اور دوسرے کے لیے محض ایک روزمرہ کی چیز بنا دیتا ہے - یہ انسان کے جذبات و احساسات کی وجہ بن جاتا ہے - اور انسان کو بدل کر رکھ دیتا ہے -

Scanned with CamScanner

شوق، خود صیلان ہے اور یہ اسے تحریک بھی
دیتا ہے۔ لیکن اس میں ایک خرابی ہے اور
وہ خرابی یہ ہے کہ بعض دفعہ یہ ختم ہو جاتا ہے
اور بعض اوقات تبدیل۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل شوق
کیا ہے؟ تو اس کا جواب ہے اشتیاق۔
اشتیاق شوق کی اصل ہے اور یہ ختم نہیں ہوتا۔
محب اپنے محبوب کی ذات سے اپنا تعلق قائم
کرنے کے اشتیاق کی اُمید پر خود کو قائم سمجھتا
ہے۔ اور جو چیز بھی اُس کے اِس اشتیاق
کی راہ میں حائل ہو۔ پھر چاہے وہ اس کی ذات،
اس کا نفس، اس کی انا، اس کا نام یا اس
کا وجود ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس کو فضول، مہمل،
بے کار اور منحوس خیال کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اس کا اشتیاق اس کی وہ تار ہے، جو وہ صرف
اپنے محبوب اور اپنی منزل سے ملانا چاہتا ہے۔
وہ خود کو صرف اور صرف فنا فی ذاتِ محبوب
کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے وہ مصیبتیں برداشت
کرتا ہے وہ جہانِ نفس (یعنی انسانوں کی دنیا)
سے نکل کر جہانِ قلب تک پہنچنا چاہتا ہے۔

وہ جہان، جہاں وہ اپنے محبوب کے ساتھ
آباد ہوتا ہے۔ اور وہ اُسی کے نظاروں اور اسی
کے ذکر کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ اس ذکر سے
اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن
حکیم میں ارشاد ہے:

"اور دلوں کا سکون تو اللہ کے ذکر سے ہے"۔

Scanned with CamScanner

یہ آیت میرے اس نظریے پر حجت ہے۔ اب وہ
اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی اصل ارتقا
پسند ہے۔ جب اس کا قلب ذکر اور اپنے یار کی
محبت میں ڈوب کر دھل جاتا ہے اور وہ شفاف
ہو جاتا ہے۔ تو وہ شخص جہانِ روح کی طرف چلا
جاتا ہے۔ یہ وہی جہان ہے جہاں سے اس کا آغاز
ہوا۔ اور اس جہان میں وہ اپنے رب کے دیدار
اور اس کی ذات کے مشاہدوں میں گم ہو جاتا ہے۔
یہ وہ مقام ہے جہاں اُس کی "میں"، میں نہیں
رہتی اور وہ صرف

"ھو ھو"

ہی کرتا ہے۔
اس سلسلہ اشتیاق میں، میں مولانا
رومؒ کی درج کی گئی ایک حکایت، جو حکایاتِ رومی

Scanned with CamScanner

میں موجود ہے، درج کرتا ہوں۔ مولانا لکھتے ہیں کہ۔

"عاشق اپنے محبوب کے دروازہ پر پہنچا تاکہ
اس کے درشن کرے۔ دروازے کی کنڈی کھٹکھٹائی۔
اندر سے آواز آئی۔ کون؟

اس نے کہا میں ہوں، محبوب نے کہا دور ہو جا۔
میں تمہیں نہیں جانتا۔ تو ابھی پختہ نہیں ہوا۔
تجھ میں "ابھی میں" نہیں گئی۔ تو ابھی پختہ نہیں ہوا۔
وہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہجر میں جلتا پھر آیا۔
اور ڈرتے ڈرتے دروازہ کھٹکھٹایا۔
اندر سے آواز آئی کون؟
اس نے کہا: اے دلربا تو ہی ہے۔
تو محبوب نے دروازہ کھول دیا۔"

Scanned with CamScanner

اسی طرح، اس کا اشتیاق، اس کو اپنے آپ کو راستہ حق پر قائم رہنے میں مدد دیتا ہے۔

امام ابو القاسم عبد الکریم ھوازن القشری المتوفی ٤٦٥ھ، رسالہ قشیریہ میں استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"(محبوب کی) ملاقات اور (اس) دیکھنے کے بعد "شوق" ختم جاتا ہے اور "اشتیاق" ملاقات سے بھی زائل نہیں ہوتا"۔

اسی طرح نصرا باذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"تمام مخلوق کو شوق حاصل ہے لیکن ان کو مقام اشتیاق حاصل نہیں اور جو شخص مقام اشتیاق میں داخل ہوتا ہے وہ اسی میں سرگرداں رہتا ہے حتیٰ کہ

Scanned with CamScanner

اس کو کوئی نشان ملتا ہے نہ قرار :

اس منزلِ اشتیاق پر پہنچتے ہیں، محب کی زبان اپنے محبوب کے نام کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ اور اس کے الفاظ اپنے محبوب کی تعریف لکھنے کے علاوہ کچھ نہیں لکھتے اور اس کی آنکھیں اپنے یار کی تصویر دیکھنے کے علاوہ اندھی رہتی ہیں۔ اس کے کان صرف اپنے محبوب اور اپنے یار کا نام سننے کے لیے ترستے ہیں اور وہ بے ساختہ لکھتا ہے :-

لَمْ یَأْتِ نَظِیرُکَ فِی نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اے میرے محبوب میں نے نہ تو آپ سا کوئی دیکھا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہے اور اے میرے پیارے آپ جیسا کوئی وجود میرے
رب نے پیدا ہی نہیں فرمایا۔ اے میرے یار تو ہی
میرا محبوب، میرے سر کا تاج اور میرا سہارا ہے۔

اس پر آنے والی کوئی تکلیف اسے نہ غمگین کرتی
ہے اور نہ پریشان۔ وہ اپنے یار کے تصور میں اس
قدر مشغول ہوتا ہے کہ وہ پریشانی میں بھی
ہائے نہیں کہتا۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔

ء اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغیٰ من بے کس و طوفان ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یعنی اے میرے پیارے اس نفس کی آفتوں کی بھرمار
ہے۔ اور میرا حال بگڑا ہوا ہے۔ میں طوفانِ غفلت

Scanned with CamScanner

و ظلمت میں پھنسنے کے قریب ہوں ۔ اے میرے
محبوب جیسے میرے روز و شب تیری یاد اور تیرے
دیدار کی امید میں گزرتے ہیں ۔ میں اب بھی
تجھ کو یاد کرتا ہوں ۔

تیری فقط ایک نظر اور تیرا دیدار مجھے اس
طوفان سے بچالے گا ۔ میں اسیرِ دیدارِ رُخِ دوست
ہوں ۔ مجھے اس دکھ اور پریشانی سے بچا ۔

اس طرح اشتیاق انسان کو غیر سے بے بہرہ
کر دیتا ہے ۔ جیسا کہ "رسالہ" میں سیدنا معروف
الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک حکایت درج
ہے :

از حضرت حسین انصاری رحمۃ اللہ علیہ ۔

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہو گئی ہے اور ایک شخص عرش کے نیچے کھڑا ہے۔ اور اللہ عزوجل پوچھتا ہے (حالانکہ وہ سب جانتا ہے۔) اے میرے فرشتو! یہ کون ہے؟

وہ کہتے ہیں اللہ تو بہتر جانتا ہے۔ رب عزوجل فرماتے ہیں:

"یہ معروف کرخی ہیں۔ یہ میری محبت میں مدہوش ہیں، میری ملاقات کے بغیر ان کو ہوش نہیں آسکتا۔"

اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مومنین کو

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

رب تعالیٰ اپنا دیدار فرمائیں گے۔

یہ وہ دیدار ہے۔ جو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
کی فضیلت کو بیان فرماتا ہے۔ اور میرے رب
کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب شوق
اور محبت کی اصل ہے۔ ایسا شوق، جس
میں نقص نہیں اور ایسی محبت جس
میں پاکیزگی اور حسن ہی حسن ہے۔

میرے اس قول کی بہت سی دلیلیں
ہیں مگر "اس اشتیاق اور محبت" کی تحقیق
کو اختصار میں رکھتے ہوئے میں چند ایک
مثالیں پیش کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

سورۃ النساء، ۶۵ میں رب تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ -
(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے رب کی قسم!

یہ محب کی اپنے محبوب سے محبت کی ایک بیش قیمتی مثال ہے۔ یعنی محب ہر شے کو اپنے محبوب کے reference سے دیکھتا ہے۔
کہتے ہیں کہ مجنوں ایک دفعہ لیلیٰ کی گلی کے کتے کے پاؤں چوم رہا تھا۔ کسی نے کہا۔

"او مجنوں! یہ تو کتا ہے۔"
مجنوں میاں بولے۔ کتا تو ہے۔ مگر ہے لیلیٰ کی گلی کا۔ خیر یہ تو مجاز ہے۔ لیکن اس بات کی دلیل

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہے کہ محب کا محب ہونے کے لیے ضروری ہے
کہ وہ اپنے محبوب کو مرکزِ نگاہ رکھے۔

اسی طرح سورۃ البقرہ - ۱۴۴ میں رب تعالیٰ
فرماتا ہے:

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ

بے شک (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کا چہرہ
بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھتے ہیں۔

یہ آیت بھی محبت کا ایک اصول ہے۔ جس کی
بحث گزر چکی۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح سورۃ الشعراء (۲۱۸-۲۱۹) میں
رب تعالیٰ فرماتا ہے :

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ

جب (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قیام میں ہوتے
ہیں تو وہ آپ کو دیکھتا رہتا ہے۔ اور جب آپ
سجدہ کرنے والوں کی طرف پلٹتے ہیں تو وہ آپ
کو دیکھتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان آیات کو پڑھ کر عشاق کیوں
نہ کہیں کہ قرآن تو ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تفسیر کا نام ہے۔ سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ
طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

"قرآن آپ کا خلق ہے"۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

یہاں میں "التبیان" کے حوالے سے روح المعانی جلد ۲ صفحہ 23 پر درج یہ سطور ضرور لکھوں گا:۔

رب تعالی فرماتا ہے:

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!
ہر ایک کا ایک مخصوص قبلہ ہے۔ پس

- مقربین کا قبلہ عرش ہے۔
- روحانیین کا قبلہ کرسی ہے۔
- الکروبیین کا قبلہ البیت المعمور ہے۔
- نبیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اور

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا قبلہ الکعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے اور رہا آپ کی روح کا قبلہ تو وہ میری ذات ہے۔

اور

میرا قبلہ (اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی ذات ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں ٹوٹنے والے دلوں کے پاس ہوتا ہوں"۔

میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ حبیب ہے۔ یہ وہ محبت ہے، جو محبتِ کمال ہے اور یہ وہ محبوب اور محب ہیں، جن جیسا کوئی نہیں۔ یہ تو ہوئی محبتِ اصلی، اور اشتیاق کمال۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ مجاز کیا شے ہے اور بندے

Scanned with CamScanner

کا بندے کی طرف میلان کیا ہے۔ اور مخلوق
میں اس چیز کو کیسے بیان اور واضح کیا جائے؟
میں اس چیز کو ہمیشہ ایک الگ نقطے سے
سمجھتا ہوں۔

سلطان العارفینؒ نے تقریباً اپنی تمام کتب
لطیفہ میں درجاتِ فقر کو بیان کیا ہے۔ لیکن
انہوں نے اپنے شایان شان بیان فرمایا ہے۔
ایک ایک موضوع پر، صرف ایک ہی باب
میں کئی کئی جہت سے ایسی تمہید باندھی
ہے اور ایسی وضاحت پیش کی ہے کہ صرف
ایک صحیح قاری جو تصوف کا گہرائی اور شوق
اور لگن و کثرت سے مطالعہ کرتا ہو، ہی عبارت
کو کچھ سمجھ سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

میں انشاءاللہ جتنا خود سمجھ سکا یہاں بیان کروں گا۔ (فرماتے ہیں:)

فقیر وہ ہے جو بے پرواہِ دنیا، عارف باللہ، واصل ولی اللہ، عالم باللہ، مرتبہ فنا در فنا سے گزرا ہوا، منزلِ طریق کا حاصل شدہ، مرتبہِ توجہ پر فائز اور منزلِ حضوری پر پہنچا ہوا ہوتا ہے۔

اس میں ایک روش ہوتی ہے۔ جو اُسے اشتیاق سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک روش، روشِ محبوب ہے اور ایک دیدارِ محبوب۔ فقیر کے تمام منازل اس دیدار سے مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ روش اصل اشتیاق ہے اور دیدار خاتم روش ہے۔ اس لحاظ جب یہ ہو رہا ہو تو۔

Scanned with CamScanner

۵۰ -

لیکن دوسرے ہی پل یہ دیدار روش کا موجد بھی ہے - یہ ایک لمحے کے لیے روش کو روک کر محب کو مست تو کر دیتا ہے لیکن اگلے ہی لمحے یہ اُسے چھیڑ بھی دیتا ہے - اس لیے فقیر اپنے مقصود یعنی تمنا دیدار میں گھلتا رہتا ہے اور اشتیاق میں جلتا رہتا ہے - لیکن جب پھر دیدار ہو جائے تو وہ اس میں مست ہو جاتا ہے -

اشتیاق ہوس و حرص سے بالا تر ہے - اور یہ کامل اور اکمل ہے - اور جسے حاصل ہو جائے - اُسے بھی اعلیٰ، منفرد اور کمال بنا دیتا ہے - یہ سنگ پارس ہے - جو خود کو سنگ ہی کہلواتا

ہے۔ لیکن اس کی اصل اس کے وصف اور (بظاہر) نام سے منفرد ہے۔

اشتیاق و محبت پیروی اور اخلاص کا دوسرا نام ہیں۔ اور اخلاص کیا ہے؟ یہ راز ہے۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ (بحوالہ الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی باب القاف، رقم الحدیث 4513)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اخلاص

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیا ہے؟
تو اللہ عزوجل نے فرمایا:

سِرٌّ مِنْ سِرِّي إِسْتَوْدَعْتُهُ قَلْبَ مَنْ
أَحْبَبْتُهُ مِنْ عِبَادِي

یہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے۔
جس کو میں نے اُس بندے کے دل میں
رکھا ہے۔ جس سے میں محبت کرتا ہوں۔

اور طریق واتباع یا پیروی کیا ہے؟ یہ
کسی کے قول اور فعل کو ایسے اپنا لینا
ہے۔ جس طرح محبوب کا قول یا
فعل ہو۔

اور کسی کے قول کی اس طرح پیروی کرنا
ہے جس طرح پیروی کرنے کا حق
یا تقاضا ہے۔

یہ ایک ایسی حالت نفسی و عجیب
ہے کہ عمل کرنے والا یہ تک بھول جائے۔
کہ یہ عمل اس کا ہے۔ آسان الفاظ میں
وہ اپنے محبوب کے اطوار کے اشتیاق
اور اس کے نام اور اس کی یاد کی تڑپ
میں اس قدر خود کو مشغول کر لے کہ
وہ چیز یا طریقہ اس کی عادت میں شامل
ہو جائے۔
اب اٹھنے کا طریقہ ہو، یا بیٹھنے کا، سونے
کا یا جاگنے کا، کھانے کا یا پینے کا، حتیٰ کہ
کسی چیز کو کسی خاص سمت میں رکھنے کا۔

وہ دیوانہ وار اس پر عمل کرتا ہے۔ پھر چاہے اس عمل میں لوگ اُسے مقبولِ بارگاہ سمجھیں یا دیوانہ۔

اس کے لیے تو آستانہ محبوب بمثل قبلہ ہے۔ روایت ہے کہ جب سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کعبے کی چھت پر چڑھے تو آپ نے فرمایا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
جب میں کسی مقام پر اذان دیتا ہوں تو اپنا چہرہ یا رخ قبلہ کرتا ہوں۔ اب تو میں کعبہ پر ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اپنا چہرہ کس طرف کروں؟

Scanned with CamScanner

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے بلال رضی اللہ عنہ! اپنا چہرہ میری طرف کرلو"۔

محبین اور عشاق کی اصل مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع، سجدہ یا تشہد میں بیٹھے دیکھا تو اس نے ایسا کیا۔

وضو، غسل، حج، عمرہ اور دوسرے کاموں میں پیروی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم من وعن کی۔ یہ نہیں کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں یا ایسا کیوں یا ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

بلکہ اگر کسی چیز کی وضاحت بھی طلب کرنی
ہوتی تو فرماتے :۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ ارشاد
فرمائیے۔
یا یہ فرماتے :۔

واللہ اعلم و رسول اعلم۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اور رب عزوجل
ہی اس کا علم رکھتے ہیں۔ آپ ہی اس
کی تشریح اور وضاحت فرمادیجئے۔

Scanned with CamScanner

محبت کی چوٹی پر پہنچ کر انسان آوازِ یار کو بمثل سرود سنتا اور اس کے اثر میں گرفتار ہو کر اپنا ظاہر و باطن اپنے یار کے تابع کر دیتا ہے۔

اور اس کی اتباع کو اپنے آپ پر لازم کر لیتا ہے۔ راستے میں پڑنے والے سنگ و خار اُس کے لیے لالہ زار کی مثل اور راہ کی تپش، بادِ نسیم و شمیم کی طرح ہو جاتی ہے۔

وہ لوگوں سے اپنا تعارف اپنے محبوب کے نام سے کرواتا اور اپنے یار کے وجود کے قائم رہنے کو اپنی ذات کے دوام کی اصل قرار دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ تمام درجہ تو درجہ مجاز ہے۔ لیکن عاشق جس مرتبہ پر پہنچتا ہے وہ بعید خیال ہے۔

عاشق کا یہ درجہ ہے۔ کہ وہ اپنے درجہ پر پہنچ کر بے نیاز ہو جاتا ہے۔ رب تعالیٰ اپنی عطا سے اُسے وہ درجہ عطا فرماتا ہے۔ جس کو کوئی دوسرا نہ سمجھ سکتا ہے اور نہ پا سکتا ہے۔

اس بے نیازی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ کر بھی اپنی طلب میں اس قدر گرفتہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتا کہ وہ کس مرتبہ پر ہے۔

Scanned with CamScanner

سلطان العاشقین کہلانے والے ولی لاجواب
خواجہ غلام فرید لکھتے ہیں :-

دل پریم نگر ڈوں تانگھے
جتھاں پینڈے سخت اڑانگے
نہ یار فرید نہ لانگھے
ہے پندھ بہوں مشکل دا

حضرت فرماتے ہیں کہ "میرا یہ دل بار بار
دیار عشق کی طرف جانے کو مچلتا ہے۔
اور یہ طلب کرتا ہے کہ اس رُخ بے مثال
کی طرف مڑ جا اور خود کو اس جام میں
مست اور اس صفت میں گرفتار کر
کے رحم عشق پر چھوڑ دے۔

Scanned with CamScanner

لیکن یہ دیکھ لے کہ یہ راستہ بہت سخت ہے۔ یہاں مچلنا، پھڑکنا اور اچھلنے کودنے کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ مقام فلاح وادب ہے۔

یہاں گستاخی کا سوال نہیں اور رہائی کا جواز نہیں۔ یہ ایک منزلِ آخر ہے۔ اور مقصود اوّل ہے۔ اے فرید! تو یہاں سے یہاں گزر سکتا ہے۔ تو پیروی و اتباع، کمال وادب میں اتنا اچھا نہیں کہ اس راستے کے قابل خود کو سمجھے۔ یہ راستہ بہت سخت اور تنگ ہے۔ یہاں احتمامِ غیر اور خیالِ ثانی نہیں۔ یہاں رفیق اور دکھ سننے

والا کوئی نہیں۔ تو یہاں سے نہیں گزر سکتا۔"

اور محبت کی تو سب سے بڑی مثال وہ ہے جو میرے رب نے قائم فرمائی۔ میرا رب فرماتا ہے:-

"فَوَرَبِّكَ"

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رب کی قسم۔

اور کبھی فرماتا ہے:

"وَالْعَصْرِ"

Scanned with CamScanner

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اس زمانے کی قسم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

اور کبھی فرماتا ہے:۔

" وھذا البلد الامین۔"

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اس شہر کی قسم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

اور کبھی فرماتا ہے:۔

" ورفعنا لک ذکرک"

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکر بلند فرما دیا۔

اور کبھی فرماتا ہے :-

"اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
دشمن ابتر ہے"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر مخاطب
نہیں فرماتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صفات کا تذکرہ فرماتا ہے۔

جس طرح کے ارشاد ہے :

یاایھا المزمل۔ اے جھرمٹ مارنے والے

Scanned with CamScanner

یا ایھا المدثر — اے چادر اوڑھنے والے

یا ایھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور
سراجاً منیراً وغیرہ۔

اشتیاق و محبت ایسی چیزیں ہیں کہ اگر محبوب آنکھوں سے اوجھل ہو۔ لیکن اپنے محب کے آس پاس موجود ہو تو اس کی موجودگی کی خوشبو محب کی روح کو بے چین اور اس کی جدائی کی تڑپ اس کے سینے کو چیر دیتی ہے۔

Scanned with CamScanner

علامہ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی ۵۱۶ ھ نے لکھا:

"بادِ صبا نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ خوشخبری دینے والے کے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو ان کے باپ تک پہنچا دے"۔

مجاہد نے کہا:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے تین دن کی مسافت سے یہ خوشبو پائی۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ 8 دن کی مسافت سے یہ خوشبو پائی۔

Scanned with CamScanner

اور فرماتے ہیں کہ وہ ان سے ۸ راتوں کے فاصلے پر تھے۔ جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے ستتر (۷۷) سال گزر چکے تھے۔

(از تبیان القرآن علامہ غلام رسول سعیدی ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور)

میں کہتا ہوں کہ یہ اشتیاق و محبت کی لازوال اور بے مثال، نظیر ہے۔ جو احسان و شرافت، قدر و منزلت اور صداقتِ اشتیاق پر ایک دلیل ہے۔

محبت کا ایک اور وصف یہ ہے کہ یہ

Scanned with CamScanner

انسان کو گرویدۂ ذکر محبوب کر دیتی ہے۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب وہ بے ہی مدہوش و حالت سکر میں پہنچا ہوا ہے۔ تو جب حالت غیر ہو تو ذکر کیسا اور اگر ذکر درست ہو تو سکر کیسا؟

اس کا جواب کئی طریقے سے دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

اس کا علمی جواب تو یہ ہے کہ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ حالت نافہمی میں انسان کو جس آواز کی طرف راغب کیا جائے۔ یعنی سنائی جائے وہ اُس کی یادداشت میں بیٹھ جاتی ہے۔ اور اُسے نافہمی کی حالت میں

بھی اس کی شناخت ہو جاتی ہے۔ جیسا
کہ ماں کی آواز پر بچہ خاموش ہو جاتا ہے۔
اسی طرح جو زبان اس کے ارد گرد جس
لہجہ میں بولی جائے وہ اسے ہی اپناتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان نومولود کے کان
میں سب سے پہلے رب کا پیغام پہنچاتے
ہیں۔ اور یہ سنت بھی ہے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ چونکہ
حالت سکر کی وجہ محبوب ہے۔ اور
اس کے ذہن، اس کی زبان، اس کے
کان، اس کی آنکھیں غرض کہ اس
کے تمام اعضا اس کے محبوب کی طلب

Scanned with CamScanner

اور یاد میں مست ہیں۔ اور انہیں صرف اُسی کو پکارنے کی عادت ہے۔ اور "عشیر" اور "سوا" ان کے لیے نا آشنا الفاظ ہیں۔ اس لیے وہ حالتِ سکر میں بھی اُسے ہی پکارتے ہیں۔ جس کی طرف وہ مائل ہیں۔ اور عقل اُس بات کی شاہد ہے۔

ذکر انسان کو ایک پہچان اور شناخت دیتا ہے۔ اور یہ انسان کو اپنے یار کی نظروں میں مرغوب بناتا ہے۔ اور اِسے قابلِ عزت و مرتبہ کر دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ

ذِکر ۱ -

اللہ کا کثرت سے ذکر کرو - اور اس کی حمد و ثنا بیان کرو - جس طرح تم مجالس میں اپنے آباؤ اجداد کے مفاخر بیان کرتے ہو - بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بھی زیادہ کرو -

اسی طرح ارشاد ہے:-

فاذکرونی اذکرکم

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

Scanned with CamScanner

یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ذکر انسان کو نگاہِ یار میں معزز کر دیتا ہے۔ (نگاہِ یار مجاز کے لیے لکھا گیا۔)

کیونکہ جب رب تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو وہ اپنے بندے پر فخر کرتا اور اس کا ذکر فرماتا ہے۔ تو ہم یہ صورت مجاز پر کیوں نہیں لگا سکتے؟

ذکر انسان کی توجہ کو ایک رُخ میں رکھتا ہے۔ اور یہی اشتیاق ہے۔ جو پھر محبت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

امام قشیری نے "رسالہ قشیریہ" میں لکھا:-

استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

حضرت شعیب علیہ السلام اس قدر روئے کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ اللہ عزوجل نے پھر ان کی بینائی ان کی طرف لوٹا دی۔ پھر روئے حتیٰ کہ بینائی چلی گئی تو ان کی طرف وحی فرمائی گئی کہ اگر یہ رونا جنت کے لیے ہے تو میں نے تمہیں جنت عطا کر دی اور اگر دوزخ کی وجہ سے ہے تو تمہیں اس سے پناہ دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نہیں بلکہ یہ تیرے شوق کی وجہ سے ہے۔

Scanned with CamScanner

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی
کہ اسی لیے میں نے اپنے نبی اور کلیم (موسیٰ علیہ السلام)
سے ۱۵ سال آپ کی خدمت کرائی۔

اشتیاق اور محبت کی آخری حد بس رو
دینا ہے۔ کیونکہ یہ دل کے بوجھ کو ہلکا اور
شکایات کو مٹا دیتا ہے۔ اور یہ محبت میں
خالص اور منفرد ہونے کی نشانی ہے۔

از

محمد ابوہریرہ
UET، IME لاہور۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner